مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(قسط ۵۹)

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۸۳۔۱۹۸۴ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ وا قارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

حرمین شریفین کی زیارت اور عرب امارت میں دو دن

رات ساڑھے سات بجے ہم ارض مقدس کے مطار جدہ پر اترے، ہمارا سرکاری دورہ مصر تک محدود تھا اب ہم واپسی میں اپنے طور پر عمرہ وزیارت مدینہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر سعودی عرب (جو پاکستان کو ہر لحاظ سے اپنا حقیقی بھائی سمجھتا ہے) نے یہاں ازخود ہمیں اپنا مہمان بنالیا تھا اور قاہرہ چھوڑنے سے قبل پاکستانی سفیر کے توسط سے ہمیں باقاعدہ اسکی دعوت اور اطلاع بھی دیدی گئی تھی۔جدہ ائرپورٹ پر پاکستانی سفارت کاروں کے علاوہ سعودی شاہی پروٹوکول کے حضرات بھی موجود تھے جو پہلے ہمیں سیدھے جدہ کے شاہی مہمان خانہ قصر المؤتمرات و الضیافة لے گئے جہاں وفد کو ٹھہرایا گیا میں نے قاہرہ سے احرام باندھ لیا تھا جبکہ باقی ساتھیوں کی رائے جدہ سے احرام باندھنے کی ہوئی۔جب سب ساتھی احرام باندھ چکے تو ہمیں جدہ سے مسجد حرام لے جایا گیا۔دس ساڑھے دس بجے رات ہم حرم شریف پہنچے، ہجوم نہیں تھا، بڑے اطمینان سے دو ڈھائی گھنٹہ میں طواف اور سعی سے فارغ ہوئے، احرام کھولا، کچھ دیر مزید حرم میں رہے۔تین

بجے شب جدہ اپنے قیام گاہ واپس پہنچا دئے گئے۔

اللہ کے نیک بندوں کو کبھی خواب میں حرمین کی زیارت ہو جاتی ہے مگر ہم گنہگاروں نے تو گویا جاگتے میں ایک حسین اور مبارک خواب دیکھا کہ رات کے چند گھنٹے کعبۃ اللہ کے سایوں میں گذرے اور جب صبح آنکھ کھلی تو اپنے بستر پر تھے۔ دن کو ساڑھے بارہ بجے کے جہاز سے جدہ سے مدینۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم روانگی ہوئی۔ کوئی گھنٹہ بھر میں مدینہ طیبہ پہنچے، خیال تھا کہ ظہر کی نماز مسجد نبویؐ میں پڑھیں گے، مگر یہاں بھی سعودی میزبان موجود تھے جو اولاً ہمیں قصر الضیافۃ لے گئے، سامان اپنے اپنے کمرہ میں رکھوایا، وضو کیا اور اب ظہر کی بجائے عصر کی نماز مسجد الرسول میں نصیب ہوئی کہ وہاں ظہر زوال ہوتے ہی پڑھ لی جاتی ہے۔ باقی سارا دن اور رات کا کچھ حصہ جوار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں رہے۔

دوسرا دن یعنی ۶ دسمبر کا سارا دن بھی مدینہ طیبہ میں نصیب ہوا، ظہر تک مشاہد وزیارات پر حاضری ہوئی ظہر سے مغرب تک مسجد نبوی میں قیام رہا۔ مغرب کی نماز پڑھتے ہی باب السلام سے (جہاں پروٹوکول کی گاڑیاں منتظر تھیں) مطار مدینہ طیبہ پہنچے مدینہ طیبہ کے امین العام جو امیر مدینہ کے بعد دوسرے اہم شخص اور مدینہ طیبہ کے میئر ہوتے ہیں الوداع کے لئے موجود تھے۔

رات جدہ ٹھہرے اور سات دسمبر کو دو ڈھائی بجے دبئی روانگی ہوئی، جہاز ظہران ٹھہر کر دبئی پہنچا، تو عرب امارات میں موجود کئی فضلاء، علماء، احباب اور پاکستانی دوستوں کو ائر پورٹ پر چشم براہ پایا۔ ان کی محبت وخلوص کے سایوں میں دو دن دبئی میں اور دو دن ابوظہبی، العین، شارجہ میں قیام رہا یہ قیام جو اولاً دو دن کا میں نے بنایا تھا احباب کی بے پناہ محبت اور اصرار پر دو دن مزید بڑھ گیا جو پھر بھی نہایت مختصر تھا مگر کرم فرماؤں نے ازراہ محبت ان ایام کا ہر ہر لمحہ ایسا مصروف رکھا کہ مختصر وقت میں علماء وفضلاء اور پاکستانی احباب کی ایک بہت بڑی تعداد سے ملاقات ہوگئی گو وہ صرف اجتماعات میں خطاب کی حد تک رہی اور بسا اوقات تنگی وقت کی وجہ سے مصافحہ کا موقع بھی نہ مل سکا۔

ان تین چار ایام میں آٹھ دس تقریبات میں شرکت ہوئی اور تقریباً اتنی دفعہ خطاب بھی ہوا عرب امارات کا یہ پروگرام جو انہوں نے اپنے طور پر رکھا تھا اور وفد کے باقی ارکان جدہ ہی سے واپس ہوئے، دو چار دن کے باوجود وہاں کے علمی ودینی سرگرمیوں اور ہمارے علماء کرام کی جماعتی تگ ودو سے کافی حد تک تعارف کا موجب بنا۔ فضلاء حقانیہ، احباب اور علماء کرام نے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیا اس کا میں ہرگز اہل نہ تھا مگر علم اور دین سے جو برائے نام نسبتیں تھیں ان لوگوں نے دراصل اسکی قدر افزائی کی جس کا اجر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرما دے۔ ۱۲ اور ۱۳ دسمبر کی درمیانی شب وطن واپسی ہوئی اور یوں دو ہفتے کا یہ سفر بخیر وعافیت ختم ہوا۔

بہر حال یہ مختصراً اس سفر کا اجمالی بیان تھا۔ اگر قدرت نے توفیق دی تو ان شاء اللہ اپنے احساسات اور مشاہدات پر آئندہ فرصتوں میں روشنی ڈالنے کی سعی کروں گا۔

وطن عزیز میں کتوں کی نمائش یہود و نصاریٰ کی پیروی

وسط جنوری میں اسلامی مملکت پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں نمائش ہوئی اخلاقی قدروں کی؟ جسمانی کمالات کی؟ اسلامی اوصاف و امتیازات کی؟ جی نہیں کتوں کی نمائش ہوئی منصف انگلینڈ سے آیا تھا جو کتا پرستوں کا قبلہ عقیدت ہے۔ ان کتوں کے مالکان بھی کوئی ہمہ شما اور بازاروں میں چیخنے چلانے والے چرسی بھنگی نہیں تھے بلکہ بڑے بڑے جغادری اور یادش بخیر پہلے پیپلز پارٹی کے دماغ اور اب نام نہاد تحریک استقلال کے عقل کل اور صف اول کے قائد جناب جے اے رحیم جیسے لیڈر جو اپنی کتیا جولیانہ کیساتھ ایسے وابستہ ہو چکے ہیں جیسے تاریخ میں لیلیٰ مجنون اور شیریں فرہاد کو یاد کیا جاتا ہے۔ بیشتر کتوں کیساتھ انکی مالکنیں بھی تھیں اور اخباری اطلاعات کے مطابق ایک کتے نے اپنی مالکن کیساتھ برسر عام وہ حرکت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی کہ تم یہود و نصاریٰ کے ہر ہر طریقہ کی پیروی کرو گے، گوہ کے بل میں وہ گھسیں گے تو تم بھی ایسا کرو گے اور بھرے راستوں میں کتوں اور سوروں کی طرح سفلی جذبات کی تسکین سے بھی نہیں شرماؤ گے۔ سور اور کتوں سے یہ عشق و محبت یہ مصاحبت اور معاشرت اگر ایسے لوگوں کے افکار و اذہان کیساتھ انکے اعمال و کردار بھی انہی جانوروں کے عادات و خصائل میں رنگ نہ جاتے تو یہ فطرت سے قطعاً بغاوت ہوتی۔ پھر افسوس ان لوگوں پر انہی کتا پرست انسان نما کتوں کی قیادت و سیادت کیلئے ''سیاست و جمہوریت'' کے خوشنما ناموں میں سرگرم عمل ہیں اور پھر اسے نام بھی جہاد اور قربانی کا دیتے ہیں۔

تلمیذ حضرت گنگوہی اکوڑہ خٹک کے معروف فقیہہ حضرت مولانا عبدالنور سخرویؒ کے نادر اسناد

حضرت علامہ عبدالنور سواتی سخرویؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ اکوڑہ خٹک میں گزرا، یہیں انتقال فرمایا آپ ان علماء ربانیین میں سے تھے، جن کا تعلق دارالعلوم دیوبند کے طبقہ اولیٰ کے اکابر ومشائخ سے تھا، درس وتدریس کے ساتھ ساتھ رسم ورواج کے خلاف جہاد اوراحیاء سنت کی جدوجہد ان کا خصوصی وصف رہا، میرے جد امجد الحاج مولانا معروف گل مرحوم بھی ان مساعی میں ان کے ساتھ تھے، ان کا علمی تبحر اور تعمق ان کی تصنیف کردہ رسائل سے ہوسکتا ہے۔

فروری۱۹۸۴ء: حضرت مولانا مرحوم کو اکابر اساتذہ کی خصوصی شفقت حاصل تھی اور بعض اکابر نے

اپنے دست مبارک سے انہیں سند لکھ کر عطا فرمائی۔ الحمدللہ کہ یہ تحریرات اور متبرک نوادرات دست وبرد زمانہ سے بچ گئے اور احقر کے پاس موجود ہیں۔ پہلی تحریر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہے جس پر حضرت نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کی تاریخ ثبت فرمائی یہ سند بڑے پوسٹ کارڈ کی ۱۹ سطروں پر مشتمل ہے۔

سند اجازت از دست مبارک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ محمد سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ واتباعہٖ اجمعین۔ الیٰ یوم الدین اما بعد فیقول المفتقرالی رحمۃ ربہ الصمد الفقیر المدعو برشید احمد الانصاری نسباً والجنجوھی موطنا تجاوز اللّٰہ تعالیٰ عن ذللہٖ ومعائبہٖ و رضی عنہ وعن مشائخہٖ ان المولوی الوقور ذالفضل الموفور محمد عبدالنور قد قرء علی واستمع عندی الامھات الست المشھورۃ عند المحدثین المحتویۃ علی الصحاح والحسان من احادیث الرسول السید الامین الصحیحین للشیخین والجامع للترمذی والسنن لابی داؤد السجستانی والسنن للنسائی والسنن لا بن ماجہ القزوینی رضی اللّٰہ عنھم اجمعین و افاض علینا من برکاتھم وجمعنا معھم یوم الدین۔ فانا اجیزہ ان یرویھا عنی لانہ اھل لذالک عندی واسال اللّٰہ لی ولہ ان یوفقنا لما یحب ویرضی و یجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم والصلوٰہ والسلام علی سیدنا محمد نبیہ الکریم وآلہ واصحابہ واتباعہ ناصری طریقہ القویم حررتہ السادس من شھر رمضان سنۃ الف و ثلثمائۃ وعشر من الھجرۃ علی صاحبھا الوف صلوٰۃ والتسلیمات والتحیہ ۱۳۱۰ھ .... حررہ المدعو برشید احمد

خلاصہ مضمون

(حمد وصلوٰہ کے بعد) آپ اپنے رب کی رحمت کا محتاج فقیر رشید احمد کہتا ہے کہ ذی وقار اور فضیلت مآب مولانا محمد عبدالنور نے مجھ سے صحاح ستہ احادیث پڑھیں، اور سنیں (آگے صحاح ستہ اور ان کے مولفین کے نام ہیں) اب چونکہ یہ اس کے اہل ہیں تو میں انہیں ان تمام کتابوں اور احادیث کی اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے انہیں روایت کریں اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے اور اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری آخرت دنیا سے بہتر فرما دے۔ ولا حول ولا قوۃ الخ والصلوٰۃ والسلام الخ

یہ تحریر میں نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کو لکھ دی الخ

حضرت گنگوہیؒ کا اپنے اس تلمیذ رشید سے جو تعلق خاطر تھا وہ صرف اس تحریری سند سے ظاہر نہیں ہو

رہا بلکہ اس کا ثبوت مولانا مرحوم کے کئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف پر تقریظ کی شکل میں بھی ہو رہا ہے۔ مولانا نے اشارہ کے سنت ہونے کے بارہ میں ایک بڑا عالمانہ اور مدلل رسالہ عین البشارة فی تسنین الاشاره رد ارباب البطاله (۱) کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کے اخیر میں مشاہیر علم وفضل کے نظم ونثر میں زوردار تقاریظ ہیں۔ اس رسالہ کی تمہیدی حصہ میں مولانا نے تسوید وتالیف رسالہ کے ضمن میں اکوڑہ خٹک کا ذکر جس انداز میں فرمایا ہے۔ اس سے اس دور میں بھی اس بستی کے علم وفضل کے لحاظ سے اہمیت ظاہر ہوتی ہے فرماتے ہیں:۔

وتشوید ھا فی قریتی اللتی ھی مرکز حنفاء الاسلام و مراقد اکابر الصوفیه الکرام سیماً السادات العظام انارالله مضاجعهم ومتع الناس ببر کاتهم الی یوم التناد

اس رسالہ کی تسوید میرے گاؤں (اکوڑہ) میں ہوئی۔ جو حنفاء اسلام کا مرکز اور اکابر صوفیاء کرام کی آخری خواب گاہ ہے۔ بالخصوص سادات عظام کی اللہ ان کی قبروں کو روشن کر دے اور دنیا کو ان کی برکات سے قیامت تک بہرہ ور کرتا رہے۔

بہرحال اس کتاب کے صفحہ ۹۷ پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ ان مختصر جامع الفاظ میں موجود ہے:

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً ما احسن ما اجاد فقد حقق واتقن ما اراد وما افاد جزاه اللّٰه تعالیٰ خیر الجزاء حیث احییٰ سنة خیر الخلائق وافضل العباد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلی آلهٖ واصحابه واتباعه اجمعین الیٰ یوم التناد۔ حرره العبد الراجی رحمة ربه الصمد المدعو برشید احمد

تحریری سند مبارک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه الذی لا شریك له ولا نظیر ولا ولی لنا غیره ولا نصیر واصلی واسلم علی رسوله البشیر النذیر، وعلیٰ آله واصحابه اساطین الملة وارکان الشریعة بلانکیر اما بعد فان اخی فی دین اللّٰه الغفور الشکور المولوی محمد عبدالنور فقد قرء علّی من کتب التفسیر الجلالین والبیضاوی ومن کتب علم الکلام شرح المواقف ومن کتب علم العروض المفتاح ومن کتب علم البیان والمعانی المختصر والمطول للعلامة التفتا زانی وقد قرء جمیع العلوم عندنا من العلماء الکرام فاجیزه ان

(۱) کتاب کے ٹائیٹل پر لکھا ہے کہ سنت سنیہ اور مذہب حنفیہ کے اظہار کے لئے یہ رسالہ مزیل الشبہات فی تبطل الاشارات نامی کتاب کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مطبع گوپال راؤ ناگپور ہے اور سن طباعت ۱۳۱۶ مطابق ۱۸۹۹ء ہے۔ ۱۰۰ صفحات ہیں ۹۷ صفحات پر موضوع سے بحث کرتا ہے اس کے بعد تین چار صفحات تقاریظ ہیں۔ آخر میں القول الجدید فی اثبات التقلید کے نام سے مولانا کا مختصر مقالہ بھی ہے۔ (سمیع الحق)

يدرس جميع العلوم العقليه والنقلية فانه مع جودةذهنهٖ بذل جهده فی تحصيل العلوم كلها و اوصيه كما اوصی نفسی باالتقویٰ فی السر والنجویٰ واد عواله والفلاح وآخر دعواناان الحمد لله رب العالمين فقط حردهٗ محمود حسن ، مدرس اول مدرسه ديو بند مورخه ۳ رمضان المبارك ۱۳۱۵ھ

خطبہ مسنونہ اور حمد وصلوۃ کے بعد میرے دینی بھائی مولوی محمد عبدالنور نے مجھ سے علم تفسیر میں جلالین و بیضاوی علم الکلام میں شرح مواقف علم عروض میں عروض المفتاح اور علم بیان و معانی میں مختصر المعانی اور مطول للعلامۃ تفتا زانی پڑھیں۔ اسی طرح تمام علوم ہمارے ہاں علماء کرام سے پڑھیں۔ پس میں انہیں تمام عقلی اور نقلی علوم کے تدریس کی اجازت دیتا ہوں اس لئے کہ انہوں نے اپنے ذہن رساء کے باوجود تمام علوم کی تحصیل میں اپنی پوری جدوجہد خرچ کی اور اپنے نفس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی وصیت کرتا ہے کہ خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور ان کی صلاح وفلاح کی دعا کرتا ہوں۔

تحریری سند مولانا محمد اسحاق الہ آبادی

بسم الله الرحمن الرحيم

البارع الاعزالو قور المولوی محمد عبدالنور قد قرء لدی من المنطقيات شرح المطالع و شرح السلم للقاضی وحمد الله ومن الامور العامة من حاشية السيد الزاهد علی المواقف قدر ما كفاه ومن الطبيعات الصدرا والشمس البازغة ومن الاصول مسلم الثبوت والتلويح ومن الكتب الادبيه كتاب للمقامات الحريری والحماسه والمتنبی وسبعة المعلقه وقصيدة البردة وبانت سعاد ومن الهيئة شرح چغمنی ومن الهندسة تحرير اقليدس ولله در هٰذا الاعزالفاضل فقدء جد فی التحصيل وجاد و بلغ ببذل جهده ورقد تميز ہ وجودة نحويتهٖ وصرفيتهٖ بكل فن قصده واراد الفقير الخاطی الناس محمد فاروق الحنفی العباسی ۔ كتبهٗ: الاحقر محمد اسحاق الہ ابادی عفی عنه

محترم معزز ذی وقار مولوی عبدالنور نے مجھ سے علم منطق میں شرح مطالع شرح مسلم للقاضی و حمداللہ امور عامہ حاشیہ زاہد علی المواقف کا معتدبہ حصہ پڑھا۔ اسی طرح علم فلسفہ میں صدرا اور شمس بازغہ اصول فقہ میں مسلم الثبوت اور تلویح۔ ادب عربی میں مقامات حریری حماسہ، متنبّی، سبعہ معلقہ، قصیدہ بردہ، قصیدہ بانت سعاد اور علم ہیئۃ میں شرح چغمنی علم ہندسہ میں تحریر اقلیدس پڑھیں۔ اللہ جزائے خیر دے۔ اس فاضل اجل کو کہ انہوں نے تحصیل علم میں بڑی سعی اور خوب محنت کی۔ اپنی کوششوں ذہانت اور علمی استعداد صرف ونحو کی صلاحیتوں سے ہر فن میں کمال حاصل کیا ہے۔

تحریری سند حضرت مولانا محمد فاروق العباسی (۱)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الحکیم الخبیر العلیم القدیر والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ البشیر النذیر اما بعد فلما قرء علی عدۃ من الکتب الدرسیۃ المشتملۃ علی الفنون الادبیۃ والمعارف العقلیۃ والنقلیۃ الشرعیۃ الفطن (؟) الذکی والحبر الذمرالکمی العسوال الوقور المولوی سید محمد عبدالنور سلمہ اللّٰہ وایدہ بما یحبہ ویرضاہ اعنی بما شرح السلم لحمد اللّٰہ ولوامع الاسرار وشرح مطالع الا نوار والشمس البازغۃ وشرح ھدایۃ الحکمۃ لصدرا والمقامات للحریری والمسلم و اقلیدس

(بعد حمد وصلوٰۃ) جب کہ زیرک وذہین اور بہادر باکمال صاحب علم وفضل مولوی عبدالنور نے مجھ سے اسلامی علوم وفنون علوم عقلیہ ونقلیہ شرعیہ کی کئی اہم کتابیں پڑھ لیں۔

مولانا سمیع الحق کی طرف سے صدر پاکستان کو قادیانی، لاہوری احمدیوں کے روک تھام کیلئے صدارتی آرڈیننس کے اجراء کے بعد مزید عملی کاموں کی تجاویز:

اپریل ۱۹۸۴ء: ۱۔ تمام کلیدی بالخصوص فوج کے اہم مناصب سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

۲۔ ملک کے اندر اسکی تنظیموں، سرگرمیوں، مراکز، دفاتر بالخصوص ہیڈکوارٹر پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

۳۔ اس کے تمام تحریری دستاویزات اور لٹریچر کی پڑتال کی جائے اور اس آرڈیننس کی زد میں آنے والی ہر مطبوعہ غیر مطبوعہ تحریر کو ضبط کرلیا جائے۔

۴۔ ساری دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں اور خارجہ امور سے وابستہ اداروں سے قادیانیوں کی مکمل تطہیر کی جائے۔

۵۔ بیرون ملک پورے عالم اسلام کو اس اقدام کی اہمیت سے آگاہ اور عالم اسلام سے ایسے ہی اقدامات اور تقاضوں کی تکمیل کی اپیل کی جائے۔

---

(۱) بظاہر اس سے مشہور علامہ چڑیا کوٹی مراد ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مولانا کے مختصر حالات یہ ہیں۔ آپ چڑیا کوٹ میں پیدا ہوئے منطق وہیئۃ کی کتابیں مولوی عنایت رسول وشیخ معمر اور مولانا رحمت اللہ نور اللہ لکھنوی سے پڑھیں اور فقہ واصول کی کتابیں مفتی محمد یوسف لکھنوی سے مدرسہ امامیہ حنفیہ جونپور میں پڑھیں۔ اس کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ واپسی میں ملک کے مختلف اطراف میں تدریس شروع کی۔ آخری عمر میں دارالعلوم لکھنؤ میں تدریس پر فائز ہوئے۔ عربی اور فارسی میں بہترین شاعر تھے۔ کئی رسالوں کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۳ شوال ۱۳۶۷ھ کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

۶۔ اپنے سفارتخانوں اور علمی و دینی تنظیموں کے ذریعے غیر مسلم دنیا میں اس فرقہ کی سرگرمیوں اور منصوبوں اور ہر طرح کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

۷۔ اس فیصلہ کے خلاف بیرونی دنیا کو گمراہ کرنے والے قادیانی اور مغربی پروپیگنڈہ کا مؤثر اور بھرپور جواب دینے کے انتظامات کئے جائیں۔

۸۔ مرزائیوں کی در پردہ نیم فوجی قسم کی تنظیموں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

۹۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کی نشاندہی کے فوری انتظامات کئے جائیں تاکہ کوئی قادیانی ’’مسلمان‘‘ کے روپ میں عالم اسلام بالخصوص عالم عرب کو ملازمتوں کے سہارے قادیانی ریشہ دوانیوں کا مرکز نہ بنا سکے اور اگر کوئی قادیانی ہے تو قادیانی تشخص کے ساتھ سامنے آتا رہے۔

۱۰۔ آئندہ کیلئے کفر و ارتداد کے اس سلسلہ خبیثہ کے تدارک کیلئے لازمی ہے کہ اسلام کی سزائے ارتداد نافذ کی جائے۔

۱۱۔ اس بات کے خود قادیانی لٹریچر سے تحریری شواہد موجود ہیں کہ قادیانی مرکز اسرائیل میں قائم ہے اور اسکے روابط ربوہ سے ہیں۔ قادیانی ’’مبلغین‘‘ اسرائیل جاتے ہیں اگر براہ راست نہیں تو یہاں سے برطانیہ مارشیش جزائر فجی، نائیجریا اور دیگر افریقی ریاستوں اور یورپی ممالک کے نام پر اور پھر وہاں سے اسرائیل چلے جاتے ہیں ایسے نام نہاد ’’مبلغین‘‘ کے تبلیغی دعوتی اسفار پر مکمل پابندی لگائی جائے یہ کتنی شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ایک جمہوریہ اسلامیہ کا زرمبادلہ لیکر وہ باہر جا کر اسلام اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت پھیلائیں اور اسلام دشمن عقائد کا پرچار کر کے بے خبر انسانوں کو اپنے دجل و فریب کے دام تزویر میں پھنساتے رہیں اور پاکستانی زرمبادلہ سے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم عرب کے خلاف اسلام دشمنی کا دھندہ جاری رکھیں۔

۱۲۔ ربوہ کے مرزائی تحریک کی معاشی عمارت سادہ لوح اور خوش عقیدگی کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے پیروکاروں کے مالی اور اقتصادی استحصال پر قائم ہے وہ ایسے جال میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اپنے خون پسینہ کی کمائی لازماً انہیں مرزائی پاپائیت کی نذر کرنی پڑتی ہے۔ بسا اوقات اس استحصالی شکنجہ اور معاشی و سماجی ڈھانچہ سے رہائی ان مجبور و بے بس پیروکاروں کیلئے ناممکن ہوتی ہے۔ وہ مجبوراً اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اور بعد از مرگ ساری جائیداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کرتے رہتے ہیں۔ ایسی بہت بڑی جائیداد مرزائی سربراہ کے نام ہے اور یہاں کی معاشی

افراتفری میں اس معاملے کا ایک بڑا حصہ ہے۔ مرزائیوں کے استحصال ہتھکنڈے ہین جن پر از سرنو نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف مسلمان مطمئن ہوں گے بلکہ قادیانی استحصال کا شکار قادیانی فرقے کے لوگ بھی نجات پا کر اپنے مذہب اور عقیدہ کے بارہ میں از سرنو آزادانہ فیصلہ کرسکیں گے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

آہ! حضرت ناظم صاحب

حیف صد حیف کہ ۸۔۹ مئی ۱۹۸۴ء مطابق ۶۔۷ شعبان ۱۴۰۴ درمیانی شب کو ایک ایسے خادم دین متین نے ہم حرمان نصیبوں کو داغ جدائی دیا کہ جس کی زندگی کا دو تہائی حصہ گلشن علوم نبوت دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری اور اس چمنستان قرآن و سنت کی آرائش و زیبائش میں صرف ہوا، دارالعلوم کے تقریباً ۴۰ سالہ زندگی کے ہزاروں فضلاء اور طلباء کی آرام وراحت، تعلیم وتربیت اور خدمت میں جن کے جسم کا رُواں رُواں مصروف لیل ونہار رہا، اور جو اس شجر طوبیٰ کے اولین مالی اور اس کارگاہ علم وفضل کے اساسی ناظم تھے۔ کمالات کا دارالعلوم سے معمولی تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد بھی نہ صرف معترف رہے گا بلکہ ان شاء اللہ یوم الاشہاد میں بارگاہ احکم الحاکمین میں شہادت سے بھی دریغ نہیں کرے گا کہ اے اللہ تیرے اس زار ونزار نحیف و ناتواں بندہ نے تیرے دین کے اس خادم ادارہ کی تعمیر وترقی میں زندگی کی ساری قوتیں اور توانائیاں، بے دریغ لٹا دیں۔ تیری رحمت لامتناہی سے کیا بعید ہے کہ اس ''شہید دارالعلوم'' کو آج شہداء وصدیقین کے لئے مخصوص انعامات سے نوازا جائے۔

مرحوم ناظم صاحب اپنی بے لوث خدمات اور بے ریا کردار کی وجہ سے علمی و دینی حلقوں اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ حلقے میں بے حد مقبول ومحبوب تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے جنازہ میں نہ صرف علاقہ بھر بلکہ سرحد کے دور دراز سے صلحاء علماء، مشائخ اور طلبہ علوم دینیہ اور ہزاروں مسلمان فوراً پہنچ گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے مخلوق کا سیلاب تھا جو امڈ آیا۔ ہر شخص تجہیز وتکفین اور آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سب نے نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم میں ادا کی۔ اکابر کے مشورہ سے آپ کے جنازہ کو گھر سے لاکر دارالعلوم کے صحن میں دارالحدیث کے سامنے رکھ دیا گیا۔ لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے باوجود اکثریت نے آخری دیدار کی سعادت حاصل کر لی۔ بہت سے حضرات مشرقی ومغربی درسگاہوں کی چھتوں پر چڑھ کر آخری دیدار کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

ادھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو مسجد سے عیدگاہ پہنچا دیا گیا تھا۔ جہاں پہلے سے لوگوں کا ایک بہت

بڑا ہجوم جنازہ کا منتظر تھا۔آخری دیدار کرا لینے کے بعد آپ کا جنازہ عیدگاہ میں لایا گیا۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دارالحفظ کے سامنے نئے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی اوراس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت ناظم کی ایک دیرینہ تمنا پوری کر دی۔ کیونکہ جب اس نئے قبرستان کی تعین ہوئی تھی تو حضرت ناظم صاحب نے فرمایا تھا۔کاش!اس نئے قبرستان میں مجھے بھی جگہ مل جائے اوراب جہاں مدفون ہیں کچھ عرصہ قبل یہ خواب دیکھا تھا کہ آپ کے مدفن کے متصل دارالحفظ سے آسمان تک نور کی شعاعیں ابھر رہی ہیں۔

جب تدفین سے فراغت ہوئی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے عیدگاہ کی دیوار پرآپ کی آخری آرام گاہ کے سرہانے دو آدمیوں کے سہارے بیٹھ کرمختصر خطاب فرمایا اورحضرت ناظم صاحب مرحوم کو دارالعلوم کی عظیم خدمات کے سلسلہ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

شیخ الحدیث کا ناظم صاحبؒ کوخراج تحسین

مولانا سلطان محمود ہمارے اچھے رفیق، اچھے ساتھی اور بہت دیانتدار تھے۔آج جو آپ کو دارالعلوم کے وسیع شعبہ جات اور خدمات نظر آتے ہیں اور بہت سے امور میں جوحضرت ناظم صاحب اوران کے رفقاء کے خلوص، للّٰہیت، تقویٰ، دیانت اور امانت کی برکتیں ہیں۔ دارالعلوم کوصرف علاقہ سے نہیں سارے ملک اور ملت سے واسطہ رہتا ہے اور رکھنا پڑتا ہے۔ ناظم صاحب نے یہ واسطہ بڑے احسن طریقہ سے نبھایا۔مرحوم کی وفات ہمارے لئے دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ، طلبہ اور تمام وابستگان کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اللہ پاک اس کے بدلے صبراور صابرین کا اجرعطا فرمادے۔ دینی مدارس کا تو اللہ محافظ ہے۔اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ(الحجر:۹)خدا تعالیٰ جس سے چاہتا ہے دین کی خدمت لے لیتا ہے ۔ ہمارے ناظم صاحب سے خدا نے دین کی خدمت لے لی، بڑے خوش نصیب تھے جن کو خدا نے اتنی عظیم خدمت کیلئے چُن لیا تھا۔ ناظم صاحب کی خوبیاں، کمالات اور خدمات ہمارے بیان سے باہر ہیں۔ بہرحال کل من علیھا فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام، ہم اللہ تعالیٰ کے امر پر راضی ہیں اور صابر ہیں۔آپ سب کو خدا کے امر پر راضی رہنا چاہیے۔دارالعلوم کی ہمہ گیر دینی خدمات یہ سب حضرت ناظم صاحب کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔مرحوم نے دارالعلوم کی بڑی خدمت کی، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کوان کانعم البدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ناظم صاحب سے راضی ہو جائے اورانکی قبرکو جنت کے باغوں میں سے باغ بنادے۔آمین

قبر کے سرہانے مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور پائنتی مولانا عزیز الرحمان فاضل حقانیہ راولپنڈی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا شکریؒ نے تلاوت فرمائی۔

دور دراز علاقوں سے علماء و مشائخ کے علاوہ عمائدین، شرفاء اور معززین تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لا رہے ہیں۔ ملک بھر سے مدارس عربیہ بالخصوص فضلاء حقانیہ نے ختم کلام پاک اور ایصال ثواب ودعائے مغفرت کی اطلاعات دیں،اور تعزیتی خطوط بھیجے۔ افغان مجاہدین کے مرکزی قائدین اور بڑے بڑے وفود بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔

تقریب ختم بخاری:

۳ مئی شعبان ۱۴۰۴ھ کو دارالعلوم میں ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی۔ تاریخ کی تشہیر نہیں کی گئی مگر پھر بھی یہ اطلاع پھیل گئی تھی اور مخلصین و متعلقین اور قرب و جوار کے علماء وفضلاء کا ایک بڑا مجمع بن گیا۔ عصر کے بعد دارالعلوم کی مسجد میں ختم بخاری ہونا تھا جب کہ اس سے قبل دارالحفظ والتجوید کے طلبہ کی اپنے اساتذہ کی نگرانی میں ایک تربیتی نشست ہوئی جس میں حفظ وقرأت کے علاوہ ان طلبہ کے درمیان اردو، فارسی اور عربی میں تقریریں اور مکالمے ہوئے، باہر سے آئے ہوئے مہمان طلبہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مظاہرے اور اساتذہ کی تعلیم و تربیت سے حد درجہ متاثر ہوئے اور دینی و روحانی حظ حاصل کیا۔

نماز عصر کے وقت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ تشریف لائے۔ پہلے دارالحفظ سے اس سال حفظ مکمل کر لینے والے طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور ان میں دارالعلوم کی جانب سے حفظ کی سندات تقسیم کی گئیں۔

حضرت شیخ الحدیث اور اکابر اساتذہ اپنے ہاتھوں سے طلبہ کے سر پر پگڑی باندھتے اور سند عطا فرماتے اس کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے صحیح بخاری کی آخری حدیث کا مفصل درس دیا۔ الوداع ہونے والے دورۂ حدیث کے طلبہ کو نصائح اور مستقبل کی ذمہ داریوں سے متعلق خصوصی ہدایات دیں۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ کے اس خطاب کو احقر نے اسی وقت قلم بند کر لیا ہے۔ نماز مغرب کیلئے تھوڑا وقت باقی تھا کہ یہ مبارک تقریب اختتام کو پہنچی۔